اسلام کا انتظامی قانون

تحریر: ڈاکٹر لیاقت علی خان نیازی

قرآن حکیم میں انتظامی امور کے لیے تدبیر کی اصطلاح استعمال کی گئی ہے۔ جیسے سورت الرعد کی آیت نمبر ۲ میں ؛یدبر الامر ؛ کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں (۱)۔ یعنی اللہ کام کی تدبیر فرماتا ہے۔ سورت یونس کی آیت نمبر ۱۰ اور سورۃ السجدہ کی آیت نمبر ۵ میں بھی تدبیر کے الفاظ استعمال ہوئے ہیں۔ (۲)۔

انتظامی اداروں کے اختیارات کو کنٹرول میں رکھنے کے لیے انتظامی قانون یا قانون ادارت (ADMINISTRATIVE LAW) کی بڑی اہمیت ہے۔ (۳) اس طرح عوام الناس کے حقوق کی بھی بطر ز احسن پاسبانی ہو جاتی ہے۔ (۴) امریکہ اور انگلینڈ میں ۱۹ اسویں صدی کے اواخر تک نظام ادارت یا قانون کا تصور مکمل طور پر نہیں تھا۔ اس کے مقابلے میں اسلام میں شروع ہی سے انتظامی قوانین وضع کر دیئے گئے۔ (۵) حضور اکرم ﷺ نے انتظامی قوانین مقرر فرمائے جسکی نظیر دنیا میں نہیں ملتی۔ بقول سید ابو الاعلی مودودی : اسلام میں نہ صرف آئینی قوانین موجود ہیں بلکہ شریعت نے انتظامی قوانین کے بنیادی اصول بھی وضع فرما دیئے۔ علاوہ ازیں نبی اکرم ﷺ کی احادیث اور سنت نیز خلفائے راشدینؓ نے اسلامی انتظامی قانون کی توضیح فرمائی (۶)

اسلام کے نظام ادارت کی اہمیت کے پیش نظر اسکی تدوین وقت کی اہم ترین ضرورت ہے۔ آئندہ صفحات میں اسلامی دستور کے خدوخال' نظام شوری' خلافت' نظام احتساب' عدلیہ' انتظامیہ' پولیس فوج' نظام مساجد' لو قاف' نظام خانقاہ 'نظام تبلیغ' مالیاتی نظام' نظام تعلیم' بلدیاتی نظام اور اسلامی تصور صحافت پر بحث کی جائے گی کیونکہ یہ موضوعات اسلام کے انتظامی قانون کے زمرے میں اہمیت کے حامل ہیں۔ مقنن اعظم حضرت محمد ﷺ نے دنیا کو پہلی دفعہ ایک مکمل اور جامع انتظامی قانون عطا فرمایا۔ اب اسکی تفصیل ملاحظہ ہو

اسلامی دستور کے خدوخال اور نظام شوری

نبی اکرم ﷺ کے عہد بابرکات کا ایک بڑا کارنامہ یہ ہے کہ آپ ﷺ نے تاریخ میں پہلی دفعہ عرب کی طوائف الملوکی اور انتشار کو ختم کیا۔ قبائلی زندگی کی بجائے ایسے دور کا آغاز ہوا جس میں سارے قبائل ایک قوم بن کر ابھرے۔ اس طرح اسلامی اخوت کی بنیادوں پر ایک نیا

معاشرہ معرض وجود میں آیا۔اقتدار اعلیٰ تو اللہ تعالیٰ کا تھا لیکن آپ ﷺ کی حیثیت دنیا میں ایک نائب باری تعالیٰ کی تھی۔آپ ﷺ حاکم بھی تھے، مقنن بھی، قاضی بھی، سپہ سالار اعظم بھی۔آپ ﷺ پورے نظام کے سربراہ تھے۔آپ ﷺ ہمیشہ صحابہ کرامؓ سے مشورہ لیتے اور ان کی رائے پر عمل فرماتے۔

جدید دور کے پارلیمانی نظام کے حامیوں نے دور جدید کے مسلمانوں کے ذہن پراگندہ کردیئے ہیں۔ مغرب کے فلسفی، یہود و ہنود سب متفقہ طور پر یہ بے بنیاد پراپیگنڈہ کررہے ہیں کہ پندرہ سو سال پہلے جو معاشرتی و سیاسی نظام قائم کیا گیا تھا وہ دور جدید کے لئے مفید نہیں ہے اور نہ ہی نافذ العمل ہے۔حالانکہ یہ غلط ہے ۔ اسلامی معاشرتی اور سیاسی نظام آج کے دور میں اتنا ہی مفید اور کارگر ہے جتنا چودہ سو سال قبل تھا۔ اسلامی حکومت کے دستور اور مختلف شعبہ ہائے زندگی کے لیے قوانین و ضوابط قرآن حکیم میں بیان ہوئے۔آج کے دور میں مملکت کو جو دستوری مسائل پیش آتے ہیں اجتہاد کے ذریعے ان کا حل تلاش کیا جاسکتا ہے۔قرآن حکیم میں اقتدار اعلیٰ، پارلیمان، عدلیہ اور انتظامیہ سب کے بارے میں تفصیلی احکام موجود ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ان احکام کو نافذ کرکے دکھایا اور اسلامی ریاست کی مدینہ میں بنیاد رکھی۔

اسلامی دستور میں سربراہ مملکت جوابدہ ہے۔اہل مغرب کا یہ نظریہ غلط ہے کہ صدر مملکت یا سربراہ مملکت کے خلاف دعویٰ نہیں ہوسکتا اور اس کا احتساب بھی ممکن نہیں۔اسی طرح اسلامی نظام شوریٰ میں مشاورت بھی ضروری ہے۔ حضور ﷺ خود صحابہ کرامؓ سے مشورہ فرماتے تھے اور امور سلطنت کا انتظام چلاتے تھے۔شورائی نظام اسلامی دستور کا ایک اہم پہلو ہے۔(۷)

مختلف انتظامی ادارے : خلافت اور نظام احتساب وغیرہ

ایک اسلامی معاشرے میں اور سلطنت میں سربراہ مملکت اللہ تعالیٰ کا نائب ہوتا ہے۔وہ خود بھی احتساب اور قانون سے بالاتر نہیں ہوتا۔(۸) عام شہریوں کی طرح اس پر بھی قانون لاگو ہوتا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے ایک صحابی کے کہنے پر اپنے آپ ﷺ کو قصاص کے لیے پیش کردیا تھا۔اس سے بڑی احتساب اور قانون کے احترام کی اور کیا مثال ہوسکتی ہے۔اگر سربراہ مملکت فرعون بن جائے اور خود ہی قانون کی دھجیاں بکھیرنا شروع کردے تو بھلا وہ شریعت کی رو سے قانون کی گرفت سے کیسے بچ سکتا ہے ؟

اسلام کے انتظامی اداروں میں یہ ادارے بڑی اہمیت کے حامل ہیں :

(۱) خلافت کا ادارہ

(۲) احتساب کا ادارہ

خلافت کے معنی جانشینی، نیابت وغیرہ کے ہوتے ہیں۔ خاص معنوں میں رسول اللہ ﷺ کی نیابت مراد ہے۔ حضور اکرم ﷺ کے بعد خلفائے راشدینؓ نے حکومت کا نظام بطرز احسن چلایا اسکی مثال دنیا میں نہیں ملتی۔ خلیفہ حقیقی معنوں میں اللہ کے نظام کو رائج کرنے والا ہوتا تھا۔

اسلام کا نظام احتساب ایک فقید المثال نظام ہے۔ حضور اکرم ﷺ ظلم اور کے خلاف چٹان بن کر دنیائے عالم میں تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے ظلم اور زیادتی کی زنجیروں کو توڑا۔ آنحضرت ﷺ نے مظالم روکنے کے لیے عدالت مظالم قائم فرمائی۔ اس کا نام ولایت المظالم رکھا گیا۔ قاضی اور محتسب بھی مظالم عدالتوں کے رو برو جواب دہ ہوتے تھے۔ عدلیہ کا شعبہ بھی احتساب کے نظام کے تحت تھا۔ حضور ﷺ اور خلفاء راشدینؓ عامل السوق کے ادارے کے ذریعے خود بازاروں کی نگرانی فرماتے۔ اہل مغرب نے سویڈن میں پہلی دفعہ ۱۸۰۹ء میں محتسب کا ادارہ قائم کیا جبکہ حضور اکرم ﷺ نے اپنے دور مبارک میں یہ ادارہ قائم فرمایا اور اس کے قوانین وضع فرمائے۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام اسی ادارے سے لیا جاتا تھا۔

مغرب کے نظام کے برعکس اسلام کے نظام احتساب کے تحت سربراہ مملکت احتساب سے بالا نہیں۔ (۹)

عدلیہ (نظام قضاء)

قرآن حکیم اور حدیث میں نظام عدل کے بارے میں بے شمار ارشادات اور قوانین موجود ہیں نظام عدل کا قیام اسلامی ریاست کی بنیادی ذمہ داری ہے۔ ایسی عدلیہ کا قیام جو لوگوں کے درمیان عدل وانصاف کرے حکومت کا اولین فرض ہے۔ اسلامی نظام عدل کی اہم ترین امتیازی خصوصیت اس کا عطا کردہ تصور مساوات ہے۔ اسلامی قانون کے سامنے امیر، غریب، فقیر، حکمران، عوام الغرض سب برابر ہیں۔ حتی کہ نبی اکرم ﷺ نے اپنے یا اپنے اہل خاندان کے لیے بھی کسی قسم کا استثناء گوارا نہ فرمایا۔ غزوہ بدر کے موقع پر جب آپ ﷺ کی چھڑی حضرت سویدؓ کے پیٹ میں لگ گی انہوں نے قصاص کا مطالبہ کیا تو سید الکونین اور سپہ سالار اعظم حضرت محمد ﷺ نے اپنے بطن مبارک سے کپڑا اٹھایا تاکہ قصاص لیا جاسکے۔

آپ ﷺ نے چھڑی حضرت سویدؓ کے ہاتھوں میں تھمادی اور انہیں اجازت دی کہ وہ بدلہ لے لیں۔ قانون کی کروڑوں کتابیں جدید دنیا نے شائع کی ہیں ان کتابوں کے مطابق بادشاہ ایک عام شہری کی طرح عدالت میں طلب نہیں ہو سکتا لیکن اسلام نے ایسے تصور کو مسترد کر دیا۔ اسلامی نظام عدل میں معاشرے کی ترتیب خوف خدا اور تصور آخرت سے ہے۔ اس نظام میں شہادت

کا معیار بہت بلند ہے۔ انصاف مفت اور فوری طور پر ملتا ہے۔ عدالتی نظام میں مندرجہ ذیل آفیسر بھی اہمیت کے حامل ہیں۔

(۱) مفتی یا مشیر: جو اجتھاد بھی کرتے ہیں اور عدالت کی رہنمائی بھی۔

(۲) حکم یا ثالث (عدالت کے باہر حکم یا پنچ معاملات کو حل کرتے ہیں۔

اسلام میں انتظامیہ (بیوروکریسی) کا کردار

یوں تو بیوروکریسی کا تصور جرمن سکالر میکس ویبر نے دیا تھا۔ ان کے خیال کے مطابق سرکاری ملازمین یا افسران کی جماعت ایک مشین کی طرح ہونی چاہیے جس کے احساسات نہ ہوں بلکہ وہ گورنمنٹ کے احکامات کی تکمیل اسی طرح کرے۔ بیوروکریسی کے لیے قرآن حکیم نے اولی الامر کی اصطلاح بیان فرمائی ہے۔ سورت النساء کی آیت نمبر ۵۹ میں اولی الامر کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جس سے مراد صاحب اختیار لوگ ہیں یعنی انتظام وانصرام سے متعلقہ لوگ یا جماعت ۔(۱۰) نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: تم میں سے ہر شخص اپنے مرتبہ کے لحاظ سے پاسبان ہے ۔اور جوابدہ ہے۔ امام اور خلیفہ بھی راعی ہے۔ اس سے اسکی رعیت کے بارے میں پوچھا جائیگا۔ اس بناء پر سرکاری ملازمین عوام الناس کے حقوق کے نگہبان ہیں۔ قرآن نے میرٹ کو سرکاری عہدہ کے لیے ضروری قرار دیا ۔اس سے معلوم ہوا کہ حکومت کے عہدے اور منصب جتنے ہیں وہ سب اللہ کی امانتیں ہیں۔ اسلام نے رشوت کے لیے کڑی سزائیں مقرر فرمائیں حضرت عمرؓ تو اپنے ہر عامل سے عہد لیتے تھے کہ ترکی گھوڑے پر سوار نہ ہوگا۔ باریک کپڑا نہ پہنے گا' چھنا ہوآٹا نہ کھائے گا' دروازے پر دربان نہ رکھے گا اور اہل حاجت کے لیے دروازہ ہمیشہ کھلا رکھے گا۔ ایک عامل نے بے قصور ۱۰۰ کوڑے ایک شخص کو مارے۔ حضرت عمرؓ نے مظلوم کو حکم دیا کہ وہ عامل کو لوگوں کے مجمع میں ۱۰۰ کوڑے لگائے۔ حضرت سعد بن ابی وقاصؓ نے کوفہ میں ایک محل تعمیر کروایا جس میں ڈیوڑھی بھی تھی۔ حضرت عمرؓ نے اس خیال سے کہ اس سے اہل حاجت کو رکاوٹ ہوگی' محمد بن مسلمہؓ کو حکم دیا کہ جاکر ڈیوڑھی میں آگ لگادیں۔ چنانچہ اس حکم کی تعمیل ہوئی اور حضرت سعد بن ابی وقاصؓ خاموشی سے دیکھتے رہے۔ حضرت علیؓ نے جب مالک اشترؓ کو مصر کا گورنر بنایا تو جو ہدایات جاری فرمائیں ان میں سے ایک یہ تھی مظلوم اور نادر افراد کو وقتاً فوقتاً خدا کو حاضر ناظر جان کر ملنا اور ان سے دل کھول کر بات چیت کرنا۔ اس وقت اپنے مسلح حفاظتی دستوں' سول افسروں ' پولیس یا خفیہ کارندوں کو اپنے قریب نہ رہنے دینا تاکہ غرباء اور ناداروں کے نمائندے تم سے آزادی وبیباکی سے اپنی شکایت کرسکیں۔

الغرض اسلامی قانون ادارت میں ایک خادم بیوروکریسی کا تصور ہے جو عوام کے مسائل کو حل کرے اور ان کی خدمت کماحقہ کرے۔

اسلام کا نظام پولیس

پولیس ریاست کے نظم و نسق کے لیے ناگزیر ہے۔ اس کے احکام کی خلاف ورزی کرنے سے معاشرے میں خلل پیدا ہو جاتا ہے۔ قانونی نظم و نسق کی بحالی کے لیے اور قانون کے موثر نفاذ کے لیے پولیس کی اشد ضرورت ہے۔

تاجدار انبیاء ﷺ انسانیت کے مصلح، مربی اور معلم اخلاق بن کر تشریف لائے۔ آپ ﷺ خود بازار کا گشت فرماتے اور یہ امر ملاحظہ فرماتے کہ آیا دھوکہ اور فریب کے ساتھ تو شے کوئی نہیں فروخت ہو رہی۔ دور رسالت مآب ﷺ میں کوئی جرم کا ارتکاب کرتا تو صحابہ کرامؓ پکڑ کر لاتے۔(۱۱) حکم ہوتا کہ اس کے ہاتھ پکڑلو۔ سرکار دو عالم ﷺ نے قرض کی عدم ادائیگی اور اس میں ٹال مٹول پر بھی قید کا حکم صادر فرمایا۔ بعض جرائم پر خود ہی قید کی سزا دی۔ ثبوت کے بغیر مار پیٹ کی اجازت نہیں اور نہ ہی سزا کی۔ خرید و فروخت کے معاملات میں موقع پر سزا دی جاتی۔

حضرت عمرؓ کے دور میں الشرطہ یعنی پولیس باقاعدہ طور پر وجود میں آئی۔ پولیس نے حضرت علیؓ کے دور خلافت میں زیادہ ترقی پائی۔ رات کے وقت گشت کا نظام حضرت عمرؓ کے دور میں قائم ہوا تھا۔

پاکستان میں پولیس کے نظام میں انقلابی تبدیلیوں کی ضرورت ہے مثلاً اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ 'اسلامی نظام عدل کے مطابق پولیس پر محتسب اعلی کی نگرانی کی ضرورت ہے۔ محتسب کے دفتر کا قیام اس بات کو ظاہر کرتا ہے کہ حکومت موجودہ انتظامی مشینری میں موجود مختلف خرابیوں کو دور کرنے کی حقیقی طور پر خواہاں ہے لیکن انتظامی ڈھانچہ کو زیادہ موثر بنانے کے لیے موثر بامقصد تجاویز میں پولیس سے متعلقہ اصلاحات کو شامل کرنا ہوگا۔ اس لیے محتسب اعلی کو پولیس کی کاروائیوں کی جانچ پڑتال کی مکمل آزادی ہونی چاہیے۔ پولیس کا عوام کے ساتھ رویہ انتہائی افسوسناک ہے۔ پولیس کے رویے میں تبدیلی کی ضرورت ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ انہیں بہتر سہولتیں اور بہتر ماحول دیا جائے تاکہ جرائم اور دہشت گردی پر قابو پایا جاسکے۔

اسلام میں فوج کا ادارہ

آپ ﷺ سپہ سالار اعظم بھی تھے۔ یہ شعبہ آپ ﷺ کے ماتحت تھا۔ آپ ﷺ نے خود جہاد

میں حصہ لیا۔آپ ﷺ نے اطاعت امیر پر بہت زور دیا۔ مجاہدین کی تنخواہوں کا بندوبست نہیں تھا انہیں مال غنیمت کا ۵/۴ حصہ دیا جاتا تھا۔آپ ﷺ نے نئے نئے طریقہ ہائے جنگ ایجاد فرمائے جیسے خندق کا کھودنا نیزہ برداروں کو پہلی صف میں کھڑا کرنا۔ حضور اکرم ﷺ نے فوج کو ھمیشہ مضبوط رکھا۔اعلی ترتیب بھی فوجیوں کو یمن میں دلائی۔

اسلام کے انتظامی ڈھانچے میں فوج کا کردار بڑا اہم ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے جہاد پر بہت زور دیا اور اس کی فضیلت بیان فرمائی۔ جہاد کی کئی اقسام ہیں مثلاً

(۱) جہاد بالمال
(۲) جہاد بالنفس
(۳) جہاد بالعلم
(۴) داخلی جہاد
(۵) فکری جہاد
(۶) مسلح جہاد
(۷) دفاعی جہاد
(۸) اقدامی جہاد

اقدامی جہاد سے مراد ہے کہ اسلام دشمن قوتوں کے خلاف پیش قدمی کر کے فتنہ کی جڑ کاٹ دی جائے۔ اس کی بہترین مثال فتح مکہ ہے۔اسلام نے ایک مکمل عسکری ضابطہ اخلاق دیا جسکی مثال دنیا نہیں ملتی مثلاً :

(i) جو ہتھیار پھینک دے اسے قتل نہ کیا جائے۔
(ii) جو بھاگ جائیں ان کا تعاقب نہ کیا جائے۔
(iii) زخمیوں کو قتل نہ کیا جائے۔
(iv) قیدیوں' عورتوں' بچوں' بوڑھوں' راھبوں کو قتل نہ کیا جائے وغیرہ وغیرہ۔

حضور اکرم ﷺ نے فوج کے ذریعے قیام امن فرمایا۔ اس کی مثال دنیا میں نہیں ملتی۔

مرکزی مذہبی ادارے

اسلام کے نظام ادارت میں مندرجہ ذیل مذہبی ادارے اھمیت کے حامل ہیں :

(۱) مسجد
(۲) وقف

(۳) خانقاہ

مسجد اسلامی معاشرے میں تمدنی مرکز کی حیثیت رکھتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے دور سے لیکر آج تک مسجد بطور ادارے کے بڑی اہمیت کی حامل رہی ہے۔ اس کی حیثیت کے کئی گوشے ہیں مثلاً:

(۱) بطور مرکز عبادت

(۲) بطور سیاسی مرکز

(۳) بطور انتظامی مرکز

(۴) عدلیہ کا مرکز

(۵) تعلیمی مرکز

مذہبی لحاظ سے مسجد کی سب سے بڑی خصوصیت نظام صلوۃ کا قیام ہے۔ نبی اکرم ﷺ مسجد ہی سے عساکر روانہ فرماتے اور یہیں جنگی مجالس ہوتیں۔ اسی طرح بیت المال کی تنظیم اور شکایات کا فیصلہ بھی مسجد ہی میں ہوتا۔ قانونی فیصلے بھی یہاں ہوتے اور تعلیم و تربیت کا سلسلہ بھی یہاں ہوتا۔ الغرض مسجد ایک انتہائی اہم ادارہ ہے۔ موجودہ دور میں اس ادارے کی اہمیت کو اجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔

اوقاف کا ادارہ زندہ قوموں کے حساس قومی اور ملی جذبوں کا ایک عکاس ادارہ ہے جس سے معاشرے کے کمزور اور مفلوک الحال لوگوں کو آب حیات ملتا ہے۔ یہ ادارہ اسلامی تاریخ میں اہم کردار ادا کرتا ہے۔ اور اب بھی اس کا کردار قابل فخر ہے (۱۲) بہبود عامہ کے کاموں میں ادارے کا کام فقید المثال ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس ادارے کی بنیاد رکھی۔ مسجد نبوی کا قیام اسلام کا پہلا وقف تھا۔ وقف کے ادارے کو فعال بنانے کی ضرورت ہے تاکہ دور جدید میں مسلم امت حضور اکرم ﷺ کے اس قائم کردہ ادارے کی فیوض و برکات سے فائدہ اٹھائے۔ (۱۳)

خانقاہ بھی ایک اسلامی ادارہ ہے جس میں مذہب کی تعلیم اور روحانی تربیت کا اہتمام ہوتا ہے۔ اکثر محکمہ اوقاف نے درگاہوں، **مزارات اور خانقاہوں کو بہتر** انتظام کے لیے اپنی تحویل میں لے لیا ہے۔ اسلام کی تبلیغ میں صوفیاء کرام **نے اس ادارے کی مدد سے اہم کردار ادا کیا ہے۔**

نظام تبلیغ

اسلام چونکہ ایک تبلیغی مذہب ہے اس لیے نظام تبلیغ وضع کیا گیا تاکہ لوگوں کو دعوت اسلام دی جاسکے۔ تبلیغ کسی فرد اور قوم کے لیے زندگی کی علامت ہے۔ قرآن حکیم نے تبلیغ کی اہمیت اور اس کے اصول اور ضوابط پر مفصل بحث فرمائی ہے۔ مبلغ اعظم حضرت محمد ﷺ کے ذمے

دو قسم کی تبلیغیں تھیں ایک اہل کفر کو اسلام کی تبلیغ کے ذریعے اور دوسرے اسلام لانے والوں کو سنبھالے رہنے کے لیے ہر ممکن تبلیغ۔ حضور اکرم ﷺ کی پوری زندگی تبلیغ ہی تبلیغ تھی۔ آپ ﷺ نے تبلیغ کے ذریعے قریش وغیرہ قریش، حجاز و یمن، عرب و عجم اور ہند و روم کے انسانوں کو ایک تسبیح میں پرو دیا۔ اور دنیا کی ہر قوم، ہر زبان اور ہر گوشے میں صدائے الٰہی کو پہنچانا فرض قرار دیا حضور اکرم ﷺ نے تبلیغ کے عملی مراحل بتلائے اور تبلیغی عمل کے لیے تین اصول مسلمانوں کو سکھائے۔ (۱۴)

(۱) عقل و حکمت (یعنی دانائی کے ساتھ مخاطب کی ذہنی استعداد اور حالات کے مطابق تبلیغ کی جائے)

(۲) موعظہ حسنہ (یعنی عمدہ نصیحت کی جائے تاکہ مخاطب کے جذبات متاثر ہوں)

(۳) مناظرہ یا جدال (یعنی ایسا مثبت استدلال ہو جو فرق ثانی کو قبول حق پر آمادہ کر دے)

یہی وہ تبلیغی کردار کے اعلیٰ نمونے تھے جنہوں نے حضور ﷺ کو دنیا کا کامیاب ترین مبلغ بنا دیا۔ آج انسانیت کی تاریخ میں جو انقلاب آیا وہ آپ ﷺ کی حکمت، سیاست اور انتظامی صلاحیتوں کا مرہون منت ہے۔ خواتین میں تبلیغ امہات المومنینؓ کی وجہ سے ہوئی۔ (۱۵) اسلام کے قانون ادارت میں تبلیغ کی بڑی اہمیت ہے۔ پاکستان اسلام کے نام پر نقشہ عالم پر ابھرا تھا۔ نہ صرف پاکستان میں بلکہ بین الاقوامی سطح پر تبلیغ کی اشد ضرورت ہے۔ مبلغین کا رول اس ضمن میں بڑا اہم ہے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر ہی امت مسلمہ کا مقصد وجود ہے۔

اسلام کا مالیاتی نظام

اسلام میں ایک جامع مالیاتی نظام موجود ہے۔ یہ نظام نافذ العمل بھی ہے۔ اور وقت کا اہم تقاضا بھی۔ اسلام کے اقتصادی نظریے کی بنیاد اخلاقیات پر ہے۔ اسلامی مالیاتی نظام کا مقصد فقر یا غربت کا خاتمہ ہے۔ اسلامی مالیاتی نظام کا مقصد معاشرے میں عدل و انصاف قائم کرنا ہے۔ اسکی بنیاد طیب اور حلال رزق پر ہے۔ ناجائز منافع خوری منع ہے۔ اسراف بھی ممنوع ہے۔ اس کی بنیاد منصفانہ تقسیم دولت پر ہے۔ دولت جمع کی کرنے ممانعت ہے۔ منصفانہ تقسیم دولت زکوۃ، صدقات، صدقات واجبہ، فطرانہ وغیرہ، انفاق فی سبیل اللہ، مفاد عامہ کی خاطر ضرائب یا زائد ٹیکسوں کے نفاذ کے ذریعے ہوتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے اس مالیاتی نظام کو اپنایا اور اسکی توضیح فرمائی جو آج کل بھی ہمارے لیے مشعل راہ ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ بعض اوقات مہینے گزر جاتے ہم ان چیزوں پر اکتفا کرتے کھجور اور پانی۔ ہمارے گھر مہینوں چولھا نہیں جلتا تھا۔ آج بھی

حضور اکرم ﷺ کا گھرانہ اور خلفائے راشدینؓ اور صحابہ کرامؓ کی اقتداء ہماری فلاح کا راستہ ہے۔ زکوۃ کا ادارہ اور اس قسم کے ادارے اسلامی مالیاتی نظام کو مضبوط تر کرتے ہیں ۔ حضرت عمرؓ نے ایک بوڑھے یہودی کو بھی زکوۃ دی۔ اسلام کا مالیاتی نظام ایک فلاحی ریاست قائم کرتا ہے ۔ اس نظام میں سودی کاروبار حرام ہے۔ اسلام ریاست میں مرکزی بیت المال کے محاصل حسب ذیل ہیں :

(۱) زکوۃ

(۲) عشر

(۳) ریاست کی سرکاری زمینوں کا کرایہ یا لگان

(۴) لاوارث ترکے وغیرہ

(۵) معاون (معدنیات وغیرہ پر زکوۃ)

(۶) دفینے

(۷) عشور (جنگی)

(۸) ضرائب یا ہنگامی ٹیکس

(۹) صدقات

(۱۰) خراج

(۱۱) جزیہ

(۱۲) خمس

(۱۳) فئے

(۱۴) باج

(۱۵) اجارے

(۱۶) اوقاف وہبہ

اسلام کے مالیاتی نظام میں سود کا مکمل متبادل نظام مضاربت ' شراکت ' قرض حسنہ ' بیت المال ' مرابحہ وغیرہ کی صورت میں موجود ہے۔ اس پر عمل پیرا ہونے سے ہم اسلام کی فیوض و برکات سے فائدہ اٹھا سکتے ہیں۔

اسلام کا نظام تعلیم

تعلیم صرف تدریس کا ہی نام نہیں بلکہ علم ایک ایسا عمل ہے جس کے ذریعے ایک قوم خو آگہی حاصل کرتی ہے۔ اور یہ عمل قوم کے افراد کے احساس و شعور کو نکھارتا ہے۔ اسلام میں علم کی

اهمیت بتانے کے ساتھ ساتھ اس کو حاصل کرنے کی ترغیب دلائی گئی ہے۔ علم کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ جنگ بدر میں بہت سے کافر قید ہوئے۔ ان قیدیوں میں سے جنہیں لکھنا پڑھنا آتا تھا حضور اکرم ﷺ نے ان سے مالی فدیہ لینے کی بجائے انہیں حکم دیا کہ وہ دس دس مسلمان بچوں کو لکھنا پڑھنا سکھائیں۔(۱۶) تعلیم کے انتظامات کے ضمن میں یہ واقعہ ولولہ انگیز ہے ۔جب گورنر کے یمن حضرت معاذ بن جبلؓ کو حضور اکرم ﷺ نے وہاں بھیجا تو آپ ﷺ نے انہیں یہ فریضہ سونپا کہ وہ ایک ضلع سے دوسرے ضلع اور ایک کمشنری سے دوسری کمشنری میں جائیں اور وہاں تعلیم کا بندوبست کریں۔ اس طرح گورنر کے فرائض میں یہ شامل تھا کہ وہ اپنے دائرہ عمل کے اندر رہنے والے لوگوں کو تعلیم دے۔ حضور اکرم ﷺ نے تعلیم نسواں کی طرف بھی توجہ فرمائی۔ حضور اکرم ﷺ نے مسجد نبوی میں تعلیم و تدریس کا سلسلہ شروع کیا۔ اصحاب صفہ حضور ﷺ سے براہ راست فیض یاب ہوتے۔ صفہ دراصل اسلام کی پہلی اقامتی جامعہ ہے۔ یہ حضور ﷺ کی ترغیب تھی کہ مساجد تعلیم کا مرکز بن گئیں۔ ہر جگہ حلقہ ہائے درس وحدیث قائم ہوئے۔ جو اساتذہ متمول تھے وہ اپنی کفالت خود کرتے جو ضرورت مند تھے ان کی کفالت بیت المال کرتا۔ پہلی چار صدیوں میں تعلیم کا یہی نظام رائج تھا۔ اصطلاحی مدارس نہ ہونے کے باوجود یہ نظام اتنا مستحکم اور ہمہ گیر تھا کہ گھر گھر تعلیم پھیل رہی تھی۔ اور ایک قسم کی ہمہ رس اور ہمہ گیر تعلیم موجود تھی۔ اسماء الرجال کی کتابوں میں اس دور کے ۵ لاکھ علماء کے مفصل حالات ملتے ہیں۔ اوقاف کے ادارے نے بھی نظام تعلیم میں اہم کردار ادا کیا اور گرانٹیں مہیا کیں۔

اسلام کا بلدیاتی نظام

اسلام ایک سیاسی طاقت بن کر ابھرا اور جلد ہی ایک شہری اور مدنی تحریک کی حیثیت اختیار کرلی۔ نئے صاف ستھرے شہر آباد ہوئے۔ خود نبی اکرم ﷺ نے اپنے دست مبارک سے مسجد نبوی کی تعمیر شروع کی اور مدنی اور شہری زندگی کے بارے جامع ھدایات فرمائیں۔ اسلامی عروج کا تعلق قرون وسطی سے ہے جب یورپ میں علم وتہذیب اور اخلاقی نظام کا کوئی تاثر نہ تھا۔ بڑے بڑے یورپی شہروں مثلاً لندن، برلن اور پیرس میں رات کو کوئی روشنی کا انتظام نہ تھا۔ جگہ جگہ گندگی پڑی ہوتی اور نہانا ایک گناہ کبیر سمجھا جاتا ہے۔ ۱۲۵۰۔ ۱۲۱۲ کے دوران جب پاپائے روم نے جرمنی کے بادشاہ فریڈرک دوم پر کفر کا فتوی لگایا تو ایک الزام یہ بھی تھا کہ وہ ہر روز مسلمانوں کی طرح نہاتا ہے۔

اسلام میں بلدیاتی نظام کا آغاز حفظان صحت کے اصولوں سے ہوتا ہے ۔ اسلام میں صفائی کو

ایمان کا جزو قرار دیا گیا۔ اسلام میں بلدیاتی نظام سے متعلقہ قوانین اور اصول وضع ہوئے۔ اسلامی حکومت میں محتسب وہی ڈیوٹی دیتا تھا جو آج کل کی ہماری میونسپلٹیاں اور بلدیاتی ادارے کر رہے ہیں۔ محتسب کا یہ کام بھی تھا کہ وہ راستے سے ہر تکلیف دہ چیز کو ہٹائے جس سے لوگوں کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو۔(۱۷) بلدیاتی قوانین میں تکلیف دہ امور کا انسداد اور ناجائز تجاوزات اہم موضوعات ہیں۔ نبی اکرم ﷺ کی زیرِ نگرانی وجود میں آنے والے مالی نظام میں بلدیاتی مالیات کی آمدن کے ذرائع زکوۃ، مال غنیمت، جزیہ، خراج اور فئے تھے۔ خلفائے راشدینؓ کے زمانے میں ایک نیا ٹیکس رائج ہوا جسے عشور کہا جاتا تھا۔ یہ تاجروں سے ان کے سامان تجارت پر وصول کیا جاتا۔ آج کل کے بلدیاتی اداروں کی طرح اسمبلیاں یا ایوان دیوان الشوری کے مترادف ہیں۔ اسلام نے سب سے پہلے رائے عامہ کو شوری کے ذریعے تحفظ دیا۔ اسلام کا بلدیاتی نظام ایک اعلیٰ ترین نظام اخلاق کا تصور پیش کرتا ہے۔ نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے عمل سے ثابت ہوتا ہے کہ کس طرح سفارش اور اقرباء پرستی کی بیخ کنی کی گئی۔

اسلامی صحافت

صحیفہ عربی زبان کا لفظ ہے جس کا مطلب کتاب یا رسالہ ہے۔ صحیفہ سے مراد ایسا مطبوعہ مواد جو مقررہ وقفوں کے بعد شائع ہوتا ہے۔ قرآن حکیم میں لفظ صحیفہ استعمال ہوا ہے۔ سورۃ البینہ کی آیت نمبر ۲ میں ارشاد ہے ؛کہ اللہ تعالیٰ کا رسول جو کہ پاک صحیفے تلاوت کرتا تھا۔(۱۸)

اسلامی صحافت کا مقصد یہ ہے کہ تعمیر ملت ہو۔ نیز امر بالمعروف اور نہی عن المنکر سے کام لیا جائے۔ صحافی ہوا کے رخ کے مطابق نہ چلیں بلکہ قوم کو صحیح اطلاعات سے آگاہ کریں۔ فکر کی حریت اور فرد کی حریت اور انسانیت کی تعظیم اور انسانیت کی قدر اور اس کا فروغ اسلامی صحافت کا ایک نمایاں اصول ہے۔ یہ صحافت انسانی قدروں کی حفاظت کرتی ہے اور اس میں زرد صحافت کا قطعی طور پر کوئی تصور نہیں۔ یہ صحافت بے حیائی سے روکتی ہے اور شائستگی کی تلقین کرتی ہے۔ اسلامی صحافت کا خدوخال تبلیغ ہے۔ اس نظام میں مسجد کے ادارے کو بڑی اھمیت حاصل ہے۔ اسی ادارے سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا کام لیا جاتا ہے۔(۱۹) اسلامی پریس کا یہ فریضہ ہے کہ وہ اتحاد بین المسلمین کا جذبہ امت میں ابھارے۔ ہم یہ دیکھتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ کا بنیادی مشن یہ تھا کہ حق کا فروغ ہو اور برائی سے روکا جائے ۔ ہم دیکھتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے ھیشہ حق گوئی سے کام لیا آپ ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ بہترین جہاد ظالم حاکم کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے۔ اسلامی صحافت کا ایک اور نمایاں خدوخال یہ ہے کہ اس میں خدا کے حضور جوابدہی کا تصور ہے۔ اسلامی صحافت ایک

مکمل ضابطہ اخلاق مہیا کرتی ہے۔

پاکستان ایک اسلامی مملکت ہے اور اس میں اہل قلم قافلہ کو اسلامی صحافت کے نمایاں خدوخال کی پیروی کرنا ہوگی تاکہ ملک کی صحیح طور پر خدمت کی جاسکے۔

اسلام میں متفرق انتظامی قوانین :

نبی اکرم ﷺ کے دور مبارک میں وزراء نہیں تھے اور نہ ہی خلفائے راشدینؓ کے دور میں ان کا وجود تھا۔ وزراء عباسی دور میں بنے۔ وزیر اپنے محکمے کا جولبدہ ہوتا ہے۔ اس کے خلاف دیوانی دعوی دائرہ کیا جاسکتا ہے۔ اسلام میں تحقیقات کا طریقہ کار موجود ہے۔ حضور اکرم ﷺ ولایت المظالم کے ذریعے تحقیقات اور چھان بین کرواتے۔ محتسب کے ذریعے معاملات کی تحقیقات کروائی جاسکتی ہے۔ حضرت عمرؓ حج کے موقع پر عمال کے خلاف شکایات سنتے۔ حضرت محمد مسلمہ انصاریؓ کے پاس خاص محکمہ تھا جو شکایات کی تحقیق کے لیے مختص تھا۔ وہ اکثر موقع پر تحقیقات فرماتے اور حکام کو سزا دیتے۔ اسی طرح گواہوں کے چال چلن کا پتہ لگانے کے لیے تزکیۃ الشھور کا طریقہ ہے۔ قسامت کا طریقہ کار بھی قتل کے مقدمات میں سراغ رسانی کا اہم ذریعہ ہے۔ ٹریبونل بھی عدالت کی طرح ہوتے ہیں۔ نبی اکرم ﷺ نے ایک خصوصی ٹریبونل تشکیل فرمایا جسے عدالت فوق العادۃ کہا جاتا ہے۔ اسلام میں ذمیوں یعنی اقلیتوں کے حقوق کی بھی پاسداری کی جاتی ہے۔ ان کی جان اور مال کی حفاظت حکومت کے ذمے ہے۔ (۲۰) علاوہ ازیں اسلام میں قومی ملکیت میں لیے جانے کا تصور بھی موجود ہے۔ حضرت عمرؓ نے شام اور فلسطین کی زمینیں قومی ملکیت میں لے لی تھیں وگرنہ بدترین جاگیرداری نظام رائج ہو جاتا۔ جب سول انتظامیہ ایمرجینسی میں حالات پر قابو نہ پاسکے تو پھر فوج معاملات کو سنبھال سکتی ہے۔ حضور اکرم ﷺ بھی تو کمانڈر انچیف تھے۔ آپ ﷺ نے مثالی انداز میں نظام حکومت چلایا۔ جہاں تک ہڑتالوں کا تعلق ہے تو یہ جائز ہیں اگر فساد فی الارض کے زمرے میں نہ آتی ہوں۔ بھوک ہڑتال حرام ہے البتہ جائز طریقوں سے حق حاصل کرنے کے لیے ظلم کے خلاف آواز اٹھائی جاسکتی ہے۔ دیگر حکومتوں کے ساتھ معاہدات کو نبھانا بھی قرآنی حکم ہے۔ اسلامی قانون ادارت میں تفویض کی بھی اجازت ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے نائبین مقرر فرمائے۔ حتی کہ عدالتی معاملات میں نائب مقرر کیئے جاتے۔ معاوضہ جات دیگر مفاد عامہ کے لیے اسلامی ریاست رقبوں کے حصول کا بھی حکم جاری کرسکتی ہے۔ مثلاً مسجد نبوی کی تعمیر کے وقت یتیم بھائیوں سھل وسھیلؓ نے زمین دی تو آپ ﷺ نے انہیں معاوضہ دینا پسند فرمایا اور مفت حاصل نہ کی۔

اسلام نے مالیاتی نظام کے ذریعے غربت (فقر) کا خاتمہ کیا۔ (۲۰)

اسکی تفصیل فقہ اور تاریخ اسلام کی کتابوں میں ملتی ہے۔

دیگر ممالک میں رائج قوانین کی طرح فقہ اسلامی میں کارپوریشن کو قانونی حیثیت حاصل ہے۔اگر کوئی کارپوریشن کسی کا جانی یا مالی نقصان کرے تو کارپوریشن کے خلاف ہرجانے یا معاوضے کا دعوی کیا جاسکتا ہے۔آڈیٹر صاحبان کا محکمہ جات کے معاملات کی جانچ پڑتال کر سکتے ہیں۔(۲۱) علاوہ ازیں شاہرات یا سڑکوں پر رکاوٹ کھڑی کرنا بھی ممنوع ہے۔اگر اس صورت میں کوئی حادثہ ہو جائے تو شاہرات کا محکمہ یا حکومت مضروب کو معاوضہ ادا کرے۔ حضور اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ راستوں پر لوگ نہ بیٹھیں (بخاری شریف)

انگلینڈ میں سائل خود یا پولیس پراسیکیوشن کے ڈاہریکٹر کی معرفت فوجداری مقدمہ دائر کر سکتا ہے ۔اسلامی نظریاتی کونسل اسلام آباد کی رپورٹ نظام عدل کے صفحات ۱۰۷ـ۱۰۶ پر لکھا ہے کہ پراسیکوشن کا شعبہ پولیس کے ماتحت نہیں ہونا چاہیے تاکہ ان چالانوں کی صحیح چھان بین ہو سکے جو پولیس بھجواتی ہے ۔اس طرح پولیس پر کنٹرول رہے گا۔یہ تجویز انصاف کے تقاضوں کے مطابق ہے۔(۲۲)

وکالت کا شعبہ بھی اہم ہے۔اسلام کے قانون کے مطابق وکیل بالخصوصت بھی مقرر کیا جاسکتا ہے کیونکہ ہر شخص مقدمہ بازی کے معاملات کو نہیں سمجھ سکتا۔حضرت علیؓ نے اپنے متعدد مقدمات حضرت عقیلؓ کو ان کے زیادہ معمر ہونے کے بعد حضرت عبداللہ بن جعفرؓ کو وکیل مقرر فرمایا۔(۲۳)

حضرت عمرؓ نے جیل خانجات بنوائے۔پاکستان میں قید خانوں کے مخرب اخلاقی ماحول میں اصلاح کی شدید ضرورت ہے ۔اسلامی نظریاتی کونسل نے اپنی رپورٹ اسلامی نظام عدل میں بھی قید خانوں کی اصلاح کے لیے بے شمار تجاویز پیش کی ہیں۔

تجاویز:

حضور پرانوار ﷺ کی سیرت مبارکہ اور آپ ﷺ کے وضع کردہ قوانین ہر 'دور' ہر وقت اور دنیا کے ہر ملک کے شہریوں کے لیے باعث تقلید اور بہترین نمونہ ہیں۔نہ صرف اس دور پر آشوب میں بلکہ زندگی کے ہر موڑ پر حضور اکرم ﷺ کی سیرت مبارکہ ہمارے لیے باعث رہنمائی ہے۔اگر ہم حضور اکرم ﷺ کے دور مبارکہ کو سامنے رکھیں اور آپ ﷺ کی انتظامی کے تعلیمات اور انتظامی قوانین پر عمل کریں تو ہمارا معاشرہ سکتا ہے۔حضور اکرم ﷺ کے انتظام وانصرام کے مختلف زاویوں کو ہم سامنے رکھیں تو ہمیں ایک سدا بہار رہنمائی ملتی ہے ۔اسلام کے قانون

ادارت کی تدوین کے بعد حسب ذیل تجاویز پیش کی جاتی ہیں۔

(۱) پاکستان کے دستور کو اسلامی دستور کے مطابق ڈھالا جائے۔ شورائی نظام کو رائج کیا جائے۔ اور قرآن وسنت کو سپریم لاء قرار دیا جائے۔

(۲) اسلام کے نظام احتساب کو رائج کیا جائے۔ کوئی شخص بھی حتی کہ سربراہ مملکت بھی احتساب اور قانون سے بالاتر نہ ہو۔(۲۴)

(۳) اسلام کے نظام عدل کو لاگو کیا جائے ۔ مفت اور فی سبیل اللہ انصاف مہیا ہو۔ انصاف کے حصول کا طریقہ کار آسان بنایا جائے۔

(۴) انتظامیہ میں میرٹ اور اھلیت کو بنیاد بنایا جائے۔ انتظامیہ صحیح معنوں میں عوام الناس کی خادم ہے۔

(۵) پولیس کے نظام میں انقلابی تبدیلیوں کی ضرورت ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل کی رپورٹ ؛ اسلامی نظام عدل ؛ کی روشنی میں اصلاحات کی جائیں۔

(۶) فوج کے ادارے کو اسلامی خطوط پر مضبوط کیا جائے۔

(۷) مسجد 'اوقاف اور خانقاہوں جیسے اداروں کو فعال بنایا جائے۔

(۸) امت مسلمہ کا مقصد وجود امر بالمعروف و نہی عن المنکر ہے۔ تبلیغ کے نظام کو فعال بنایا جائے۔

(۹) اسلام کے مالیاتی نظام کو سود سے پاک کر کے اسلامی فلاحی ریاست قائم کرنیکی کوشش کی جائے۔ نظام زکوۃ و عشر و صدقات کو بہتر بنایا جائے۔ بیرونی قرضہ جات سے جان چھڑائی جائے۔ خود انحصاری پر عمل کیا جائے۔

(۱۰) ہمارا نظام تعلیم دور غلامی کی یاد تازہ کرتا ہے ۔ یہ نظام تعلیم ہماری قومی امنگوں کا عکاس نہیں۔ اسے اسلامی خطوط پر ڈھالنے کی ضرورت ہے۔

(۱۱) اسلام کا بلدیاتی نظام ایک اعلیٰ ترین اخلاق کا تصور پیش کرتا ہے۔ اسکی روح کے مطابق عمل ہو۔ سفارش 'اقربا پرستی اور رشوت کی بیخ کنی ہو۔

(۱۲) ہماری صحافت اپنا فریضہ کماحقہ سرانجام نہیں دے رہی۔ اسلام کے اصول صحافت اپنائے جائیں تاکہ معاشرے میں حق گوئی' شائستگی اور انسانی قدروں کے فروغ کا سلسلہ جاری وساری ہو۔

الغرض اسلام کا انتظامی قانون رائج کرنے کی ضرورت ہے تاکہ پاکستان صحیح خطوط پر چل سکے۔ نبی اکرم ﷺ نے جو انتظامیہ کا تصور دیا اس پر تحقیق کی ضرورت ہے تاکہ ہم اس نظام کے فیوض و برکات سے استفادہ کر سکیں۔ آمین!

حوالہ جات

(۱) سورۃ الرعد:آیت ۲

(۲) سورۃ السجدہ:آیت ۵

(۳) Dr. S.M. Haider, Public Administration & Public Administrative Law, Lhore, 1973.

(۴) Donld D. Barry & Howard R.Whitcomb, The Legal Foundations of Public Administration, West Publishing Co, Minnesota, U.S.A.,1981, P-P . 20-21.

(۵) Muhammad Al-Buraey, Administative Development : An Islamim Perspective, Routledge & Kegal Paul Inc, Boston / Mass. U.S.A /K.P,T, London ,1985. PP . 58-59.

(۶) Syed Abul Ala Maududi, The Islamic Law & Constitution, Islamic Publications, Lahore, 1960., p.59.

(۷) ادارہ معارف اسلامیہ'مقالہ شوریٰ'صفحہ ۸۱۰

(۸) مولانا سید محمد متین ہاشمی' اسلامی حدود اور ان کا فلسفہ مع اسلام کا نظام احتساب مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری' لاہور'۱۹۸۸ء صفحات:۸۵۔۸۴۔

(۹) O, Hood Phillips Constitutional And Administative Law, Sweet & Maxwell, London, 1973, P. 548.

(۱۰) سورۃ النساء آیت ۵۹۔

(۱۱) ڈاکٹر ساجد الرحمٰن صدیقی کاندھلوی'اسلام میں پولیس اور احتساب کا نظام مرکز تحقیق دیال سنگھ ٹرسٹ لائبریری' لاہور' ۱۹۸۸ء'صفحات:۴۰۔۳۸

(۱۲) ڈاکٹر محمود عارف'اسلام کا قانون وقف مع تاریخ مسلم اوقاف مرکز تحقیق دیال سنگھ لائبریری'لاہور'۱۹۹۴ء صفحہ:۱۱

(۱۳) مصطفیٰ سباعی 'اسلامی تہذیب کے چند درخشاں پہلو' اردو ترجمہ از معروف شاہ شیرازی اسلامک پبلیکیشنز '۱۹۹۶ء 'صفحہ :۱۹۲

(۱۴) سورۃ النحل :آیت ۱۲۵

(۱۵) مولانا صفی الدین مبارکپوری 'الرحیق المختوم 'المکتبہ السلفیہ 'لاہور '۱۹۸۸ء صفحات ۷۵۵-۷۵۳

(۱۶) ڈاکٹر محمد حمید اللہ 'خطبات بہاولپور 'صفحات ۳۰۰-۲۹۸

(۱۷) مشتاق احمد چوہدری 'مسلمانوں کا بلدیاتی نظام 'پاک عرب علمی فاونڈیشن' لاہور ۱۹۸۳ء 'صفحات ۱۴۹-۱۴۸

(۱۸) سورۃ البینہ :آیت ٦

(۱۹) ابلاغ عامہ (مقالہ) 'علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی' اسلام آباد '۱۹۸۸ء صفحات ۲۹-۲۸

(۲۰) The New Encyclopaedia Britannica . Vol .8 p. 169 - 170

ڈاکٹر اسرار احمد' اسلام کا معاشی نظام اور اسلامی ریاست کا نظام محاصل 'مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن 'لاہور '۱۹۸۵ء 'صفحات ۳۳-۳۲ .

(۲۱) مشتاق احمد چوہدری 'مسلمانوں کا بلدیاتی نظام 'صفحات ٦۱-٦۰

(۲۲) چوہدری محمد اکرم مارتھ 'شعبہ پراسیکوشن اور محکمہ پولیس '(مضمون) 'روزنامہ جنگ 'راولپنڈی ایڈیشن' ۲٦/اگست ۱۹۹۱ء

(۲۳) علامہ مرغینانی 'کتاب الھدایہ 'طبع دھلی 'جلد سوم' صفحہ :۱٦۱

(۲۴) امام ابوالحسن علی بن محمد بن حبیب الماوردی ' الاحکام السلطانیہ '(اردو ترجمہ از مولوی سید محمد ابراھیم) 'قانونی کتب خانہ' لاہور 'اشاعت اول 'صفحات ۳۹۸ '۳۹٦ '۳۷۸